جلوۂ حق

علم غیب پر ایک
فکر انگیز تحریر

علامہ ارشد القادری
رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم غیب کے ثبوت میں ایک مدلل اور فکر انگیز کتاب

محترمہ
مسعودہ / شائستہ یاسمین صاحبہ بیگ
کے ذوقِ علمی کی نذر
محمد اکرام رضا قادری
۲۵ رجب
1425ھ

جلوۂ حق

رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ معارفِ نعمانیہ لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر 113

نام کتاب	جلوۂ حق
تالیف	علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ
پروف ریڈنگ	سید عبدالقدیر قادری
باراول	جمادی الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق جولائی ۲۰۰۳ء
تعداد	گیارہ سو
شرف اشاعت	ادارہ معارف نعمانیہ لاہور
ہدیہ	دعائے خیر

نوٹ: شائقین مطالعہ 15 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر طلب کر سکتے ہیں

ملنے کا پتا

ادارہ معارفِ نعمانیہ 323۔ شاد باغ

لاہور۔ پاکستان

سبب تالیف

پچھلے دنوں حضور جان نور ﷺ کے علم غیب کے انکار پر مشتمل ''ماہنامہ آستانہ'' دہلی میں ایک نہایت دل آزار مضمون شائع ہوا تھا۔ جس کے جواب میں علامہ ارشد القادری صاحب نے قلم اٹھایا اور اہل ایمان کا کلیجہ ٹھنڈا کر دیا۔ ورق الٹیے اور آپ بھی ایمان کے جلووں سے اپنی آنکھیں شاداب کیجئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

سب سے پہلے اس حادثے پر میں اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہوں کہ آستانہ دہلی کو عام طور پر لوگ صوفیائے کرام کے مسلک کا ترجمان سمجھتے تھے۔ لیکن مئی ۱۹۸۴ء کے شمارہ میں ایک مضمون پڑھنے کے بعد جس کی سرخی یہ ہے کہ "کیا حضور ﷺ غیب داں تھے؟" ہر طرف یہ محسوس کیا جانے لگا ہے کہ آستانہ اب اس کیمپ کی نمائندگی کر رہا ہے جو انبیاء، اولیاء اور صوفیائے کرام کی بارگاہوں میں نہایت گستاخانہ ذہن رکھتا ہے۔ یہ الزام نہیں ہے بلکہ خود مضمون اس جارحانہ ذہنیت کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔

انصاف و دیانت کے ساتھ ایڈیٹر صاحبہ کے اس مضمون کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو یہ دعویٰ اظہر من الشمس ہو جائے گا کہ وہ حضور جانِ نور ﷺ کو غیب داں نہیں سمجھتیں، اور ذہنی طور پر وہ دیوبندی مکتبِ فکر سے اس درجہ قریب ہو گئی ہیں کہ انکارِ غیب سے لے کر اندازِ استدلال تک، دیوبندی مذہب فکر کی ساری خصوصیات انہوں نے اپنا لی ہیں۔

میں اُنہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اختلافی مسائل کی فہرست میں صرف مسئلہ علمِ غیب ہی نہیں ہے جس پر انہوں نے بحث کا دروازہ کھولا ہے۔ بلکہ عرس، فاتحہ، چادر پوشی، میلاد و قیام وغیرہ، وہ سارے مسائل بھی ہیں جن کی حلت و حرمت اور جواز و عدم جواز میں اہل سنت اور منکرین علم غیب کے درمیان واضح اختلافات ہیں اور جس طرح

اہل سنت کے پاس جواز کے دلائل ہیں اسی طرح منکرین بھی اس بات کے دعویدار ہیں کہ ان کے پاس بھی ان امور کے بدعت و ناجائز ہونے پر دلائل موجود ہیں۔

ان حالات میں اب میں مضمون نگار صاحبہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس جذبۂ تحقیق کے شوق میں انہوں نے علم غیب رسول اللہ ﷺ کے انکار میں بحث کا دروازہ کھولا ہے۔ کیا اسی فراخ دلی کے ساتھ وہ اس امر کی تحقیق کے لئے بھی بحث کا دروازہ کھولنا پسند کریں گی کہ امین الامت سراج معرفت حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی کی درگاہ شریف کے وہ سارے معمولات جو ان کی سرپرستی میں سرانجام پاتے ہیں۔ ازروئے کتاب وسنت جائز ہیں یا نہیں؟

میرا اپنا خیال ہے کہ شاید وہ اس کے لئے تیار نہ ہوں گی کیونکہ روایات و معمولات کے جواز کے سلسلے میں مشکوک ذہن لے کر وہ ہرگز درگاہی مراسم کے فرائض انجام نہیں دے سکتیں۔

میں یقین کی پوری قوت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ علم غیب رسول کے مسئلے میں مضمون نگار صاحبہ کا ذہن تضاد کا شکار ہوگیا ہے۔ ایک طرف مخالفین کے لٹریچر سے مرعوب ہو کر وہ علم غیب رسول کا انکار بھی کرتی ہیں اور دوسری طرف اسی شمارے میں اس مصرعہ کو نعت شریف کا عنوان بھی بناتی ہیں کہ:

''جب کوئی مصیبت آتی ہے آقا کو خبر ہو جاتی ہے۔''

(آستانہ: ص ۴۷)

سوال یہ ہے کہ جب آقا ﷺ کو علم غیب ہی نہیں ہے تو مصیبت کی خبر انہیں کیونکر ہو جاتی ہے اور اسی شمارے کے صفحہ ۱۶ پر بارگاہ رسالت میں شاعر آستانہ کا یہ خراج

عقیدت بھی پیش کرتی ہیں ۔ ع

''آپ ﷺ پر روشن شہ والا ہیں حالات جہاں!''

اب یہ بات تو مضمون نگار صاحبہ ہی کے سوچنے کی ہے کہ جس رسول ﷺ پر بعد وصال بھی سارے جہان کے حالات روشن ہیں وہ خود اپنی زندگی میں اپنی رفیقہ حیات کے حالات سے کیونکر بے خبر تھا۔ جبکہ مضمون نگار صاحبہ نے اپنے اس مضمون میں نہایت شد و مد کے ساتھ اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ حضور ﷺ کو اگر علم غیب ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سلسلے میں حضور وحی کا انتظار کیوں کرتے۔

ان کے مضمون کا تنقیدی جائزہ تو میں بعد میں کروں گا فی الحال مجھے مضمون نگار صاحبہ سے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ وہ دیانت داری کے ساتھ فیصلہ کریں کہ وہ کس کیمپ میں رہنا چاہتی ہیں؟ اگر منکرین علم غیب کے کیمپ میں انہوں نے اپنے لئے جگہ پسند کر لی ہے تو شوق سے وہ وہاں جاسکتی ہیں لیکن یہ نکتہ وہ ذہن نشین فرمالیں کہ عقیدے کی تبدیلی کا ان کی اپنی نجی زندگی پر تو کوئی اثر نہیں پڑسکتا۔ لیکن کسی بھی مذہبی اور روحانی مشن کی سربراہی کے لئے ذہنی طور پر اس نظام فکر کے ساتھ ہم آہنگی ضروری ہے جس نظام فکر کی وہ مشن نمائندگی کرتا ہے۔ اس لئے مخالف کیمپ میں قدم رکھنے سے پہلے اصولی طور پر انہیں بہت سی چیزوں سے دست برداری کا اعلان کرنا ہوگا۔

مثال کے طور پر درگاہ شریف میں ہونے والے عرس کے مراسم و معمولات کی ادائیگی مزار مبارک پر دعائے حاجت منداں اور آستانہ کے ناظل تبیح پر اولیاء اللہ کی تحریکات کا علمبردار والا عنوان ان میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جس کا پیوند مخالف کیمپ کے ساتھ جوڑا جاسکتا ہے۔

مضمون نگار کی نظر میں زندگی کے اصولوں کی اگر کوئی قدر و قیمت ہے، تو انہیں یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی بھی معقول آدمی دو متضاد اصولوں کے ساتھ نباہ نہیں کرسکتا۔ اسے بہرحال ایک طرف ہونا ہوگا۔ ادھر یا ادھر ... ! صوفیائے کرام کے مشرب میں قطعاً اس کی گنجائش نہیں ہے کہ۔

"شیخ بھی خوش رہے شیطان بھی ناراض نہ ہو۔"

اور اگر مادی مفادات کے پیش نظر مضمون نگار صاحب ان میں سے کسی چیز سے بھی دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں تو انہیں سب سے پہلے صوفیائے کرام کے اس مسلک کے ساتھ اپنی غیر مشروط وفاداری کا اعلان کرنا ہوگا جس کا ترجمان بننے کی وہ دعویدار ہیں اور اس کے نتیجے میں اب ان کے لئے ضروری ہوگا کہ کسی بھی مسئلے میں اپنے طور پر کوئی رائے قائم کر لینے کے بجائے وہ اکابر امت، سلف صالحین اور ائمہ صوفیاء کی طرف رجوع فرمائیں۔ کیونکہ عقیدے کا کوئی مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جسے ہمارے بزرگوں نے کتاب وسنت اور قیاس اجماع کی روشنی میں واضح اور منقح نہ کر دیا ہو۔ باقی رہے وہ لوگ جو ہمارے معاشرے میں ایک خودرو پودے کی طرح برآمد ہوگئے ہیں اور ہمارے مستند ماضی سے کٹ کر اپنا ایک الگ تھلگ وجود رکھتے ہیں۔ انہیں نہ بزرگانِ دین کی اصابت رائے پر اعتماد ہے اور نہ ان کے دلوں میں صوفیائے کرام کی روایات کے احترام کا کوئی جذبہ ہے۔ وہ لوگ آزادی رائے اور ملحدانہ فکر کی پیداوار ہیں ہر مسئلے میں شکوک وشبہات کا ذہنی ماحول پیدا کر کے سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنا ان کا بنیادی مشغلہ ہے۔

مضمون نگار صاحبہ اس شکوہ پر آزردہ نہ ہوں تو عرض کروں گا کہ انہیں علم غیب

رسول ﷺ کے بارے میں اگر کوئی شبہ تھا تو انکار میں رائے قائم کر لینے کے بجائے انہیں چاہیے تھا کہ وہ ایک نیاز مند سائل کی طرح علمائے حق کی طرف رجوع کر کے اپنے شکوک و شبہات کا ازالہ کر لیتیں۔ میں انہیں اتنا بے خبر نہیں جانتا کہ وہ مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر، ان کے تشخصات اور اختلافات کے پس منظر سے واقف نہیں ہیں اور وہ اتنا نہیں سمجھ سکتیں کہ مسلک کے اعتبار سے کون ان کا اپنا ہے اور کون بے گانہ؟ لیکن نہ جانے کس جذبے کی تحریک پر اچانک اس مسئلے میں انہوں نے ایک فریق مخالف کا رویہ اختیار کر لیا اور حدیث کا اردو ترجمہ سامنے رکھ کر مضحکہ خیز قسم کی قیاس آرائیوں پر اتر آئیں۔

قارئین کرام ان کی بے بنیاد قیاس آرائی کا ایک ایمان سوز نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ تحریر فرماتی ہیں۔

> جب امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزام لگایا گیا تھا اور ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مسلسل ایک ماہ تک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض رہے تھے۔ اگر آپ ﷺ عالم الغیب ہوتے تو پھر انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکیزگی پر شک کیوں ہوا۔ (آستانہ: ص ۲۳)

کن لفظوں میں اس دل آزار تحریر کے خلاف میں اپنے کرب کا اظہار کروں کہ مضمون نگار صاحبہ نے علم غیب کے انکار میں دلیل پیش کرنے کی بجائے بہتان تراشی کا مذموم الزام اپنے سر لے لیا ہے۔ ایک نہیں دو، دو اور وہ بھی اپنے واجب الاحترام

نبی ﷺ [illegible] پڑھتی ہیں۔

پہلا بہتان تو انہوں نے یہ تراشا ہے کہ حضور اکرم ﷺ **مسلسل ایک ماہ تک** حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض رہے تھے اور دوسرا بہتان یہ لگایا ہے کہ حضور ﷺ کو معاذ اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکیزگی پر شک تھا۔

ایک طرف مضمون نگار صاحب کا مبلغ علم ملاحظہ فرمائیے کہ انہیں عربی زبان کی اتنی بھی واقفیت نہیں ہے کہ وہ واحد اور جمع کا فرق سمجھ سکیں ،امہات، ام کی جمع ہے۔ جس کا اطلاق ایک عورت پر نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس لاعلمی کے نتیجے میں انہوں نے بجائے ام المومنین کے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ''امہات المومنین'' لکھ دیا ہے۔ اور دوسری طرف گستاخانہ ذہن کی یہ جسارت ہے کہ انہوں نے قیاس فاسد کے ذریعہ نبی پاک ﷺ کی طرف ایسی اہانت آمیز باتیں منسوب کر دی ہیں جن کی کسی حدیث میں بھی صراحت نہیں ملتی اور جن کے متعلق سوا اس کے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ صرف ان کے غلط اندیش ذہن کی پیداوار ہے۔

ان کی افترا پردازی کے ثبوت کے لئے الگ سے مجھے کچھ پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ موصوفہ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ایک طویل حدیث کا اردو ترجمہ بھی اپنے مضمون میں نقل کیا ہے۔ اگر چہ انہوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا ہے کہ کس کتاب سے انہوں نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ پھر بھی انہی کی پیش کردہ حدیث میں جگہ جگہ اس امر کی صراحت موجود ہے کہ حضور اکرم ﷺ نہ اپنی رفیقۂ حیات سے ناراض تھے اور نہ ان کی پاکیزگی پر انہیں کسی طرح کا شک تھا۔

جیسا کہ اس حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ بیان

نقل کیا گیا ہے کہ ان ایام میں ایک ماہ تک میں بیمار رہی۔ علالت کے دوران حضور پاک ﷺ میرے پاس تشریف لاتے۔ مجھے سلام فرماتے اور میرے قریب بیٹھ کر مجھ سے خیریت دریافت فرماتے۔ اور دوسری جگہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت بھی بایں الفاظ نقل کی گئی ہے کہ انہی ایام میں ایک دن حضور ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور قوم کو ان الفاظ میں خطاب فرمایا۔

اس شخص کی طرف سے مجھے کون معذور سمجھے گا یا میری مدد کرے گا جس نے میری بیوی پر بہتان تراشی کر کے مجھے تکلیف دی ہے۔ خدا کی قسم میں نے اپنی اہل میں کسی کی برائی نہیں دیکھی ہے۔ (آستانہ: ص ۲۵)

قارئین کرام انصاف فرمائیں کہ جب قسم کھا کر حضور ﷺ اعلان فرمار ہے ہیں کہ میں نے اپنی اہل میں کسی قسم کی کوئی برائی نہیں دیکھی ہے تو اب کسی طرح کی ناراضگی یا بدگمانی کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔

اور بخاری شریف میں حدیث شریف کے اس ٹکڑے کا عربی متن یہ ہے:

واللہ ما عَلِمتُ فِی اھلِیُ اِلَّا خَیرًا

''قسم خدا کی مجھے اپنے اہل کے بارے میں خیر اور بہتری ہی کا علم ہے۔''

غور فرمایئے! مجمع عام میں ایک صادق الامین پیغمبر کے اس اعلان خیر و اعتماد کے بعد بھی مضمون نگار صاحبہ کو اصرار ہے کہ حضور ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ناراض تھے اور انہیں ان کی پاکیزگی پر شک تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اب رہ گیا یہ سوال کہ حضور اکرم ﷺ کو اگر معلوم تھا کہ حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الزام سے بری ہیں تو انہوں نے اپنے علم کی بنیاد پر باضابطہ ان کی برأت کا اعلان کیوں نہیں کر دیا۔

اس سوال کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ معاملہ اپنے گھر کا تھا اور ظاہر ہے کہ اپنے علم کی بنیاد پر حضور ﷺ اس مقدمہ کا فیصلہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موافقت ہی میں کرتے۔ اس صورت میں کوئی بھی کینہ پرور منافق زبان طعن دراز کر سکتا تھا کہ فیصلے میں جانب داری سے کام لیا گیا ہے اور مجرم کی پردہ پوشی کی گئی ہے۔

اور خاص کر ایسے ماحول میں جب کہ دشمن کا بہت بڑا گروہ رات دن ریشہ دوانیوں میں مصروف ہو اور منافرت پھیلانے والی افواہوں اور شر انگیز پروپیگنڈوں کا طوفان اس زور و شور سے اٹھایا گیا ہو کہ قریب کے لوگ بھی متاثر نظر آ رہے ہوں۔ ان حالات میں حالات کا تقاضا یہی ہے کہ خود فیصلہ کرنے کے بجائے کسی ایسی ذات سے اس مقدمہ کا فیصلہ کرایا جائے جس کے بارے میں جانب داری یا پردہ پوشی کا شبہ بھی نہ کیا جا سکے۔

اس وقت مدینہ کا ماحول بالکل اسی طرح کا ہو گیا تھا۔ رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی کی سرکردگی میں سارے منافقین کھل کر سامنے آ گئے تھے اور طرح طرح کی افواہوں کے ذریعہ اس فتنہ کو اس طرح ہوا دے رہے تھے کہ متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین تک غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔

ان حالات میں احتیاط کا تقاضا یہی تھا کہ حضور ﷺ خود اعلان برأت نہ فرمائیں اور وحی الٰہی کا انتظار کریں۔ بالآخر ایک ماہ کے طویل انتظار کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت میں وحی نازل ہوئی اہل ایمان بھی مطمئن ہو گئے اور

منافقین کی زبانیں بھی ہمیشہ کیلئے مقفل ہوگئیں۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ کچھ بعید نہیں کہ حضور پاک ﷺ نے محسوس فرمایا ہو کہ خود میں اپنے الفاظ میں اگر برأت کا اعلان کرتا ہوں تو اس کی حیثیت حدیث کی ہوگی۔ جو لوگ خود اپنے کانوں سے میرے الفاظ سن لیں گے انہیں تو قطعی اطمینان ہو جائے گا۔ لیکن یہی حدیث جب روایتوں کے ذریعے آگے بڑھے گی اور آنے والی نسلوں تک پہنچے گی تو کوئی بھی اپنے وقت کا منافق حدیث کی صحت کو مجروح کرنے کیلئے کہہ سکے گا کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا حدیث کا فلاں راوی ساقط الاعتبار ہے یا اپنے سلسلۂ سند کے اعتبار سے یہ حدیث قابل اعتماد نہیں ہے۔

لیکن برأت کا اعلان اگر خدا کی طرف سے ہو جائے تو اسے قرآن کہا جائیگا اور قیامت تک کسی بڑے سے بڑے منافق اور بدخواہ کو بھی اس کی جرأت نہ ہوگی کہ قرآن کی صحت کے بارے میں شک اور شبہے کی بات نکال سکے۔

یہی وہ عظیم مصلحت تھی جس کے پیش نظر حضور پاک ﷺ نے خود برأت کا اعلان نہیں فرمایا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی بھر کی پرسوز رفاقت کو یہ قابلِ رشک صلہ عطا فرمایا کہ وہ قیامت تک کے لئے آیات قرآنی کا عنوان بن گئیں۔ جب تک ''قاری'' کے سینے سے تلاوت قرآنی کے نغمے ابلتے رہیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تذکرہ جمیل کی خوشبو سے دنیا معطر ہوتی رہے گی۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کو نورِ نبوت کی غیبی قوتِ ادراک کے ذریعے اس امر کا یقین تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت میں ضرور قرآن کی کوئی آیت نازل ہوگی۔ اس لئے کہ جس خدائے کریم وقدیر نے صرف اپنے محبوب

ﷺ کی خواہش پر تحویل قبلہ کی آیت اتاری تھی۔ اس کی شانِ کریمانہ سے یہی متوقع تھا کہ ناموس رسول کے تحفظ اور محبوب کے پاس خاطر کے لئے ضرور اس کی رحمت جوش میں آئے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اور مخالفین کا دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر حضور پاک ﷺ کو اپنے نورِ نبوت سے اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ واقعہ غلط ہے اور منافقین نے صرف اپنے دلوں کے غیظ کی تسکین کے لئے بہتان باندھا ہے تاکہ اخلاص پیشہ مسلمانوں کے خیالات پراگندہ ہوں اور جان نثاروں کی صفوں میں انتشار پیدا ہو جائے تو حضور پاک ﷺ ایک مہینے تک پریشان کیوں تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ پہلی جیسی شگفتگی باقی کیوں نہیں رہ گئی تھی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ صرف تکلیف اور پریشانی کی بنیاد پر یہ نتیجہ نکالنا سراسر غلط ہے کہ حضور ﷺ کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الزام سے بری ہیں اور معاذ اللہ حضور ﷺ کو ان کی پاکیزگی پر شک تھا۔

دوسرے کی آپ بیتی آپ سمجھ نہیں سکتے تو اپنی ہی زندگی کا کوئی ایسا موقع تلاش کیجئے۔ جب آپ کے دشمنوں نے آپ پر نہایت ذلیل اور شرمناک قسم کا کوئی بہتان لگایا ہو اور طرح طرح سے اس کا پروپیگنڈہ کر کے سوسائٹی میں آپ کو رسوا کرنا چاہتے ہوں ایسی صورت حال میں ایمان سے بتایئے کہ یہ جاننے کے باوجود کہ آپ پاک دامن اور بے قصور ہیں کیا آپ کو پریشانی لاحق نہیں ہوگی۔ کیا ایک باعزت آدمی اس طرح کے حالات میں صرف اس لئے مسرور اور مطمئن نظر آئے گا کہ وہ اپنے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے کہ اسکے خلاف جو الزام لگایا گیا ہے وہ بالکل بے بنیاد جھوٹا اور غلط ہے۔

فطرت انسانی کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اگر آپ کا جواب یہ ہے اور یہی ہونا بھی چاہئے کہ اس طرح کے حالات میں ایک شریف آدمی کی پریشانی عین فطرت کے مطابق ہے تو اسی کے ساتھ ساتھ یہ سچائی بھی تسلیم کرنی پڑے گی کہ پریشانی کی وجہ شرانگیز پروپیگنڈہ ہے، لاعلمی نہیں ہے۔

انہی اندوہناک اور پریشان کن حالات کا یہ اثر تھا کہ ان ایام میں حضور ﷺ اکثر متفکر اور اداس رہا کرتے تھے۔ طبعی حالات کے تحت جہاں زندگی کے اور معمولات میں تبدیلیاں ہوئیں وہاں ازدواجی زندگی کی خوشگوار فضاء پر بھی اداسیوں کے بادل چھاگئے۔ اس لئے کہنے دیجئے کہ رنج و غم کی اس طبعی کیفیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضور ﷺ ان دنوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض تھے انتہا درجہ کی بددیانتی اور غلط فہمی ہے۔

اب اپنے جوابات کی تائید میں مرجع المفسرین حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ والرضوان کا ایک قول نقل کرتا ہوں تاکہ کوئی یہ الزام نہ رکھ سکے کہ جو کچھ میں نے عرض کیا ہے وہ صرف ایجاد بندہ ہے۔ اس واقعہ کے ذیل میں موصوف ارشاد فرماتے ہیں۔

لو عرف ذالک لما ضاق قلبه ولما سأل عائشه كيفية الواقعه قلنا الجواب عن الاول الكفريس من المنفرات اما كونها فاجرة فمن المنفرات.

والجواب عن الثاني انه عليه السلام كثيرا ما كان يضيق قلبه من اقوال الكفار مع علم الفساد بتلك الاقوال

قال اللہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فکان ھذا من ھذا الباب.

(تفسیر کبیر، ج۶: ص ۳۷۵)

(مفہوم اردو زبان میں)

(یہ شبہ وارد کیا جاسکتا ہے کہ) اگر حضور ﷺ کو حقیقت واقعہ کا علم ہوتا تو کبھی انہیں دل کی پریشانی لاحق نہیں ہوتی اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ واقعہ کی تفصیل دریافت نہ کرتے۔

پہلے شبہ کا جواب تو یہ ہے کہ منافقین کا حملہ چونکہ ناموس پر تھا اس لئے حضور ﷺ کو پریشانی لاحق ہونا ایک طبعی امر تھا۔ کیونکہ نبی کی بیوی کی طرف فجور کی نسبت کفر کی نسبت سے بھی زیادہ سخت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی عورت کا کافر ہونا اخلاقی طور پر نفرت کا باعث نہیں ہوتا لیکن عورت کی بدچلنی معاشرے میں نہایت نفرت کی چیز سمجھی جاتی ہے۔

اور رہ گیا یہ سوال کہ واقعہ کی حقیقت سے باخبر ہوتے ہوئے بھی حضور ﷺ کیوں پریشان تھے۔ تو تاریخ نبوت میں دشمنوں کی طرف سے ایذارسانی کا یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں تھا۔ آئے دن کفار کے طعنوں اور بدگویوں سے حضور ﷺ اکثر دل گرفتہ رہا کرتے تھے۔ حالانکہ حضور اچھی طرح جانتے تھے کہ کفار جو کچھ

کہہ رہے ہیں وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم میں حضور ﷺ کی اس طبعی

کیفیت کا اظہار ان لفظوں میں کیا گیا ہے۔

وَقَدْ نَعْلَمُ اِنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ

''اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ کفار کی باتوں پر آپ دل گرفتہ

رہا کرتے ہیں۔''

پس جس طرح کفار کے طعنوں کا غلط اور بے بنیاد ہونا جاننے کے

باوجود بھی حضور ﷺ کو پریشانی لاحق ہوتی تھی۔اسی طرح

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے

میں بھی یہ جاننے کے باوجود کہ وہ الزام سے بری ہیں۔منافقین

کی بدزبانیوں سے حضور ﷺ دل گرفتہ تھے۔

یہاں پہنچ کر تنقیدی جائزے کا سلسلہ ختم ہوگیا۔پچھلے اوراق میں یہ بات مدلل طور پر ثابت کر دی گئی ہے کہ علم غیب کے انکار میں مضمون نگار کا استدلال خود ان کے اپنے ذہن کی پیداوار ہے۔حدیث کے مضمون سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

چونکہ مسئلہ علم غیب رسول مسلمانوں کے بنیادی عقیدے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے اس مسئلے پر اب مثبت انداز میں ایک علمی بحث کا آغاز کر رہا ہوں، تا کہ قارئین پر یہ حقیقت بھی اچھی طرح واضح ہو جائے کہ رسول عربی ﷺ کے بارے میں علم غیب کا عقیدہ اختراعی نہیں ہے بلکہ کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

قبل اس کے کہ اصل بحث کا آغاز کیا جائے بطور تمہید چند مقدمات ذہن

نشین فرمالیں تاکہ اس مسئلے کی پوری تفصیلات سے آپ واقف ہوسکیں۔

(۱) سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ نبی ﷺ کے عقیدہ علم غیب کے وہ حدود کیا ہیں جو خدا کے علم کو رسول ﷺ کے علم سے ممتاز کرتے ہیں اور منکرین کی طرف سے مساوات کی بنیاد پر شرک کا جو الزام عائد کیا جاتا ہے اس کی کھلی تردید ہوجاتی ہے۔

حضور ﷺ کے علم پاک کے سلسلے میں ہمارا عقیدہ تین قیود کے ساتھ مقید ہے۔

(الف) پہلی قید تو یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کا علم دوحدوں کے درمیان محدود ہے۔ جب کہ خدا کا علم لامحدود ہے۔ نہ اس کی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا۔

اسی عقیدے کے ذیل میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت کے مطابق ہم حضور ﷺ کے لئے تخلیق آدم سے لے کر دخول جنت و نار تک کا علم مانتے ہیں۔

(ب) دوسری قید یہ ہے کہ حضور ﷺ کا علم حادث ہے۔ خدا کے علم کی طرح قدیم نہیں ہے۔ حادث کا مطلب یہ ہے کہ وہ کبھی نہیں تھا اور کبھی نہیں بھی رہے گا۔ یعنی خدائے تعالیٰ کے علم کی طرح حضور پاک ﷺ کا علم ازلی اور ابدی نہیں ہے۔

(ج) تیسری قید یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کا علم عطائی ہے۔ یعنی اپنی ذات سے نہیں ہے۔ خدا کی عطا سے ہے۔ جبکہ خدا کا علم ذاتی ہے یعنی خود اپنی ذات سے ہے کسی کا عطا کردہ نہیں ہے۔

(۲) علم غیب رسول کے سلسلے میں یہ بنیادی اصول مان لینے کے بعد یہ مان لینا بھی ضروری ہے کہ جو شخص بھی حضور ﷺ کیلئے ایک ذرے کا علم بھی ذاتی مانتا ہے یا حضور ﷺ کے علم کو خدا کے علم کی طرح لامحدود اور غیر متناہی قرار دیتا ہے۔ یا خدا کے

علم کی طرح حضور کے علم کو بھی قدیم یعنی ازلی اور ابدی مانتا ہے وہ بالفاظ دیگر خدا کی صفت خاص میں رسول کو شریک ٹھہراتا ہے۔ اس لئے ایسا شخص قطعاً مشرک کافر اور خارج اسلام ہے۔

اسی طرح وہ لوگ بھی سخت جہالت والحاد کا شکار ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حضور کے لئے محدود، حادث اور عطائی علم ماننے کی صورت میں بھی شرک کا الزام عائد ہوتا ہے۔ یہ لوگ تو شرک کا مفہوم نہیں جانتے یا ان کے دلوں پر کفر و نفاق کی مہر لگ گئی ہے۔

(۳) منکرین علم غیب کی ایک کھلی ہوئی گمراہی یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ غلط قیاس آرائیوں سے کام لیتے ہیں۔

مثال کے طور پر حضور ﷺ نے کسی مصلحت کے پیش نظر اگر کسی سوال کا جواب نہیں دیا یا کسی حکمت کے تقاضے پر جواب میں تاخیر ہوئی یا کسی سے کوئی بات دریافت کر لی تو جھٹ یہ لوگ حکم لگا دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کو معلوم ہوتا تو حضور ﷺ جواب کیوں نہیں دیتے۔ حضور ﷺ جانتے ہوتے تو جواب میں تاخیر کیوں فرماتے۔ اگر حضور ﷺ حالات سے باخبر ہوتے تو دوسرے سے دریافت کیوں کرتے۔

واضح رہے کہ یہ ساری قیاس آرائیاں جذبۂ تنقیص کے نتیجے میں خود ان کے اپنے ذہن کی پیداوار ہوتی ہیں۔ حدیثوں کے الفاظ میں اس طرح کی غلط اندیشی کے لئے کوئی اشارہ نہیں ملتا۔

اس طرح کی قیاس آرائیوں کا فساد سمجھنے کے لئے کہیں دور جانیکی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن میں بیان کیا ہوا یہ قصہ سب کو معلوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر خدا سے ہمکلام تھے تو خدائے پاک نے ان سے دریافت فرمایا: "وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى" اے موسیٰ آپ کے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔ جواب دیا۔" هِيَ

عَصَای ''یہ میری لاٹھی ہے۔

دریافت کرنے کی بنیاد پر کیا کوئی بد بخت یہ کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کی لاٹھی نظر آ رہی تھی ورنہ ان سے کیوں دریافت فرماتا۔

اسی طرح قرآن میں یہ قصہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب خدا کے حکم کے باوجود ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تو خدائے پاک نے اس سے دریافت فرمایا:

مَا مَنَعَکَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ اِذْاَ مَرْتُکَ

''میرے حکم کے بعد تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا۔''

غور فرمایئے! کیا یہاں بھی کوئی بیگانہ ہوش قیاس کی یہ تک بندی لڑا سکتا ہے۔ کہ اگر خدا کو اس کے دل کی بات معلوم ہوتی تو اس سے وجہ کیوں دریافت فرماتا؟

اسی طرح بہت سی حدیثوں میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ ملائکہ سیاحین جب زمین کا گشت کر کے عرش اعظم کی طرف واپس جاتے ہیں تو خدائے پاک ان سے دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں پایا۔

کیا اس مقام پر بھی کوئی بدسرشت اپنی اس شقاوت فکر کا مظاہرہ کر سکتا ہے کہ خدا اگر اپنے بندوں کے احوال سے واقف ہوتا تو فرشتوں سے کیوں دریافت کرتا؟

ان سارے واقعات سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ کسی بات کا پوچھنا لاعلمی کی دلیل نہیں ہے۔ جانتے ہوئے بھی کسی مصلحت کے پیش نظر سوال کیا جا سکتا ہے۔ یا جواب دینے سے اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ دوسرا شخص بھی ان مصلحتوں سے واقف ہو۔

دور کیوں جایئے خود ہماری نجی زندگی میں بھی اس طرح کے بیشمار مواقع پیش آتے ہیں کہ مصلحتوں کی وجہ سے ہم کسی چیز کو جانتے ہوئے بھی دریافت کرتے ہیں یا

جوب دینے سے گریز کرتے ہیں۔

اس بحث کو اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ منکرین علم غیب کا یہ سب سے بڑا ہتھیار ہے۔

(۵) اس مقام پر ایک اصولی بحث اور بھی سمجھنے کی ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن عظیم میں عقیدہ علم غیب پر ہمیں دو طرح کی آیتیں ملتی ہیں۔

چند آیتیں ایسی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور پاک ﷺ کو غیب کا علم ہے اور کچھ آیتیں ایسی ہیں جن کے مضمون سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غیب کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

ان دونوں طرح کی آیتوں پر نظر ڈالنے کے بعد جو سب سے اہم سوال سامنے آتا ہے کہ کیا ہم صرف ثبوت والی آیتوں پر ایمان لائیں اور انکار والی آیتوں کا انکار کر دیں یا پھر انکار والی آیتوں کو تسلیم کریں اور ثبوت والی آیتوں کو نظر انداز کر دیں۔ اگر ایسا نہیں ہوسکتا اور ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا تو پھر ایسی حالت میں جبکہ ایک آیت کا مضمون دوسری آیت کے مضمون سے ٹکرا رہا ہے۔ آخر اس کا حل کیا ہوگا؟

میں اپنے قارئین کرام سے عرض کروں گا کہ پہلے آپ دونوں طرح کی آیتیں ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے بعد ہم آپ کو حل کی طرف لے چلیں گے۔

ثبوت والی آیتیں

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

عالم الغیب خدا، اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ لیکن جسے چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے۔

وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ

رُسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ

اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو اپنے غیب پر مطلع کر دے لیکن اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اسے غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔

تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَا اِلَیْکَ

یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں اے رسول ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں (یعنی بذریعہ وحی ہم غیب کی خبروں سے آپ کو مطلع کر رہے ہیں۔)

وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنَ

اور وہ (یعنی محمد ﷺ) غیب کی بات بتانے پر بخیل نہیں ہیں۔

خداوند قدوس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اعلان کرایا کہ:

وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ

اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ تم کیا کھاتے اور اپنے گھروں میں کیا جمع کرتے ہو۔

نوٹ: کون کیا کھاتا ہے اور اپنے گھر میں کیا جمع کرتا ہے۔ یہ بھی غیب ہی کی خبر ہے۔ خدا نے غیب کا یہ علم اپنے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔

غور فرمایئے ان تمام آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے علم غیب کی نسبت اپنے رسول کی طرف نہایت صراحت کے ساتھ فرمائی ہے اور اچھی طرح واضح فرما دیا ہے کہ خدا کی عطا سے غیب کا علم رسول کو بھی ہے

اب وہ آیتیں ملاحظہ فرمایئے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ (انکار والی آیتیں)

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهَ

اے رسول! آپ کہہ دیجئے کہ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ

اور اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ ہ

اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی جان کے نفع ونقصان کا اتنے ہی بھر مالک ہوں جتنا خدا نے مجھے اختیار دیا ہے۔ اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

ملاحظہ فرمایئے! ان آیات میں رسول پاک ﷺ کے حق میں واضح طور پر علم غیب کی نفی گئی ہے اور پوری صراحت کے ساتھ اس امر کا اعلان کیا گیا ہے کہ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

یہی وہ منزل ہے جہاں منکرین علم غیب نے ٹھوکر کھائی ہے اور دونوں طرح کی آیتوں کے درمیان کوئی نقطہ تطبیق تلاش کرنے کے بجائے انہوں نے ثبوت والی

آیتوں کونظر انداز کر دیا ہے اور صرف انکار والی آیتوں پر ایمان لے آئے ہیں لیکن ہم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ ہمارا ایمان پورے قرآن پر ہے۔ ہماری نظر میں اس کا حل صرف یہ ہے کہ جن لوگوں نے قرآن کو خود صاحب قرآن سے سمجھا ہے ان کی طرف اخلاص کے ساتھ اگر رجوع کیا جائے تو دونوں طرح کی آیتوں کے درمیان کوئی نقطۂ اتفاق ضرور مل جائے گا۔ جس کے نتیجے میں دونوں طرح کی آیتوں پر ایمان لانے میں مضمون کا کوئی ٹکراؤ باقی نہیں رہے گا۔

اکابر امت اور ائمہ تفسیر نے دونوں طرح کی آیتوں کے درمیان مطابقت کا جو مفہوم روایات کی روشنی میں دریافت کیا ہے۔ اس کی تفصیلات ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) مشہور محدث حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں،

ما معنیٰ قول اللہ لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ واشباہ ذالک مع انہ قد علم ما فی غد فی معجزات النبی صلوات اللہ وسلامہ علیہ وفی کرامات الاولیاء رضی اللہ عنہم الجواب معناہ لا یعلم ذالک استقلا لا الا اللہ واما المعجزات والکرامات فحصلت باعلام اللہ لا استقلا لاً۔

اس آیت کریمہ کہ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور اسی طرح کی دوسری آیتوں کا مطلب کیا ہے۔ حالانکہ نبی پاک ﷺ کے معجزات اور اولیاء کی کرامات کے اوراق میں ہم بہت

سی غیب کی خبریں پڑھتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا ذاتی طور پر کوئی غیب نہیں جانتا اور معجزات و کرامات کے ابواب میں جو ہم غیب کی خبریں پڑھتے ہیں تو وہ خدا کی عطا سے ہے ذاتی نہیں ہے۔

(۲) حضور پاک ﷺ کے حق میں علم غیب کی نفی والی آیات کا جواب دیتے ہوئے امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الشفار کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وھذا الاینا فی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ فان المنفی عنہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ باعلام اللہ فانہ امر متحقق بقولہ تعالیٰ فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔

(حضور ﷺ کی غیب دانی سے متعلق جو روایات کتاب الشفاء میں نقل کی گئی ہیں) وہ ان آیتوں کے منافی نہیں ہیں جو اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ کے سوا غیب کی بات کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ جن آیتوں میں علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خدا کی عطا کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ اور جن حدیثوں میں حضور ﷺ کی غیب دانی کے واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ خدا کی عطا سے ہے اور یہ امر متحقق ہے کیونکہ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا لیکن جسے چن لیتا ہے۔

اپنے رسولوں میں سے

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح مواہب اللدنیہ میں اس مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

ولا ینافی الآیات الدالۃ علیٰ ان لا یعلم الغیبَ الا اللہ ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر لان المنفی عنہ من غیر واسطۃ

(حضور ﷺ کی غیب دانی سے متعلق احادیث میں بیان کردہ واقعات) ان آیات قرآنی کے منافی نہیں ہیں جن میں بیان کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا (اور اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں غیب جانتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا۔ کیونکہ ان آیتوں میں ذاتی علم غیب کی نفی کی گئی ہے جبکہ حضور ﷺ کا علم غیب عطائی ہے۔

علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر لباب التاویل میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فان قلت قد اخبرا النبی ﷺ عن المغیبات وقد جاء ت احادیث فی الصحیح وھو من اعظم معجزاتہ ﷺ فکیف الجمع بینہ وبین قولہ تعالیٰ لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل التواضع والا دب والمعنیٰ لا اعلم الغیب الا ان یطعنی اللہ .

اگر تم یہ سوال کرو کہ حضور ﷺ نے بہت سی غیبی امور کی خبر دی ہے اور بہت سی صحیح روایات [illegible] غیب دانی

حضور ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ہے تو پھر ان احادیث اور قرآن کی اس آیت کے درمیان مطابقت کی صورت کیا ہوگی جس میں حضور پاک کی زبانی کہلوایا گیا ہے کہ اگر میں غیب جانتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا۔ میں اس سوال کا جواب یہ دوں گا کہ یا تو حضور ﷺ نے بر سبیل تواضع وادب یہ بات ارشاد فرمائی ہے یا حضور ﷺ کی مراد یہ ہے کہ بغیر اللہ کی عطا کے ذاتی طور پر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا جبکہ حدیثوں میں جو واقعات بیان کئے گئے ہیں ان کا تعلق عطائی علم غیب سے ہے۔ اس لئے اب احادیث اور قرآن کی اس آیت کریمہ کے درمیان کوئی تعارض باقی نہیں رہا۔

حضرت امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ شرح جامع صغیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وما قوله يعلمه فمفسر بانه لايعلمها احد بذانه من ذاته الاهو.

''اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا اپنی ذات سے بالذات کوئی بھی غیب نہیں جانتا (جبکہ نبی کے بارے میں ہم عطائی علم کا عقیدہ رکھتے ہیں۔)

مذکورہ بالا عبارتوں پر آپ غور فرمائیں تو آپ واضح طور پر محسوس فرمائیں گے کہ نفی اور ثبوت دونوں طرح کی آیتوں کے درمیان اب کسی طرح کا کوئی تعارض باقی نہیں رہا۔ جن آیتوں میں رسول پاک ﷺ کے حق میں علم غیب مراد ہے اور جن آیات میں یہ

مضمون بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا اس سے مراد ذاتی، لا محدود، ازلی اور ابدی علم غیب ہے۔ جو صرف خدا کے ساتھ خاص ہے۔ اس طرح کا علم کسی بندے کے حق میں تسلیم کرنا صریح شرک اور کھلا ہوا کفر ہے۔

ایک اور اہم سوال:

دونوں طرح کی آیتوں کا مفہوم واضح ہو جانے کے بعد اب ایک دوسرا سوال آپ سے ہم کر سکتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے حق میں علم غیب کے ثبوت والی آیتوں کے بعد آخر انکار والی آیتوں کی ضرورت کیوں پیش آئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کے ظہور سے پہلے عرب میں کہانت کا بڑا زور تھا۔ کاہنوں اور رمالوں کے بارے میں اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔

اسی باطل عقیدے کی تردید میں انکار والی آیتیں نازل ہوئی جن کے ذریعہ واضح طور پر اعلان کر دیا گیا غیب کی بات سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ لیکن یہ کتنا بڑا ستم ہے کہ ان ساری آیتوں کو جو کاہنوں، رمالوں اور نجومیوں کی غیب دانی کے باطل عقیدے کی تردید کے لئے نازل ہوئیں، منکرین علم غیب ان ساری آیتوں کو رسول پاک ﷺ کی ذات پر منطبق کرتے ہیں۔

کاہنوں کے متعلق تو یہ عقیدہ اس لئے غلط تھا اور ہے کہ خدا نے انہیں یہ علم عطا ہی نہیں کیا۔ لیکن اپنے رسول کو تو خدا نے یہ علم عطا کیا ہے۔ جس کا بیان آپ متعدد آیتوں میں پڑھ چکے۔

اس مضمون کی ایک حدیث مرفوع بھی حضور پاک ﷺ سے منقول ہے۔

سرکار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

من اتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما انزل الله

تعالیٰ علی محمد (مشکوٰۃ المصابیح)

جو کاہن کے پاس آئے اور اس کی کہی ہوئی باتوں کو سچ سمجھے تو اس نے قرآن کے ساتھ کھلا کفر کیا۔

علم غیب کے سلسلے میں یہ چند اصولی باتیں ذہن نشین کر لینے کے بعد اب احادیث کی روشنی میں عقیدۂ علم غیب کا جائزہ لیں۔

احادیث سے علم غیب کا ثبوت:

یوں تو احادیث و تفسیر کی کتابوں میں بیشمار حدیثیں بکھری ہوئی ہیں جن میں حضور ﷺ نے غیبی امور سے متعلق کسی مخصوص واقعہ یا مخصوص بات کی خبر دی ہے لیکن ذیل کی حدیثوں سے نہایت صراحت کے ساتھ اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ ساری زمین کو حضور نے ملاحظہ فرمایا، دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہوتا رہے گا حضور ﷺ اسے دیکھ رہے ہیں اور قیامت تک دیکھتے رہیں گے جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے۔ حضور ﷺ نے سب کو جان لیا پہچان لیا۔ کائنات کی ہر چیز حضور ﷺ پر روشن ہوگئی۔ خداوند قدوس کی طرف سے حضور کو ایسی غیبی قوت ادراک عطا کی گئی ہے کہ حضور پیٹھ کے پیچھے کی چیزوں کو بھی ایسا ہی دیکھتے ہیں جیسے سامنے کی چیزوں کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ابتدائے آفرینش سے لے کر دخول جنت و نار تک پیش آنے والے حالات واقعات کی خبر دی وغیرہ وغیرہ۔

پہلی حدیث:

عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ ان الله زوی لی الارض فرایت مشارقها ومغاربها۔ (رواہ مسلم)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کر میرے سامنے اس طرح پیش کیا کہ میں نے مشرق سے لے کر مغرب تک پوری روئے زمین کا مشاہدہ کرلیا۔

اس حدیث کی شرح میں مشہور محدث حضرت ملا علی قادری علیہ رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں۔

ای جمعها حتی اطلعت ما فیها جمیعها (شرح شفا)

یعنی خدا نے اسے سمیٹ دیا یہاں تک کہ جو کچھ زمین میں ہے سب کا میں نے معائنہ کرلیا۔

عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والیٰ ماهو کائن فیها الی یوم القیمٰه کانها انظر کفی هذه

(رواۃ الطبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اس طرح میرے پیش نظر کر دیا کہ میں دنیا اور دنیا میں ہونے والے واقعات کو دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک دیکھتا رہوں گا جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

تیسری حدیث

عن عبدالرحمن ابن عائش رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ رأیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ

قال فیم یختصم الملأ الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی فعلمت مافی السموات والارض۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت عبدالرحمٰن ابن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنے عزت وجلال والے رب کو نہایت حسین صورت میں دیکھا۔ میرے رب نے دریافت فرمایا، تمہیں معلوم ہے ملائکہ کس بات پر جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا تو ہی بہتر جانتا ہے۔

فرمایا نبی پاک ﷺ نے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس کے فیض کی ٹھنڈک میں نے اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان محسوس فرمائی۔ اس کی برکت سے میں نے زمین و آسمان کی ساری چیزوں کا مشاہدہ کرلیا۔

حضرت شیخ محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میں نے زمین و آسمان کے سارے علوم واحوال کا احاطہ کرلیا۔

یہی حدیث حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے۔ اس میں فعلمت ما فی السموات والارض کے بجائے فتجلیٰ لی کل شی و عرفت یعنی مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو جان لیا پہچان لیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

چوتھی حدیث

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منها شاة فطلبه الراعی حتی استنزعها منه قال فصعد الذئب علیٰ تل فاقعیٰ واستشفرو قال قد عمدت الیٰ رزقینه الله اخذته ثم انتزعته منی فقال الرجل تالله ان رأیت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من هذا ارجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضی وما هو کائن بعدکم قال فکان الرجل یهودیا فجاء الی النبی ﷺ فاخبره واسلم فصدقه النبی ﷺ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور ریوڑ میں سے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ چرواہے نے اس بھیڑیے کا پیچھا کر کے اس بکری کو چھڑا لیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ خدا نے مجھے رزق عطا کیا تھا تو نے مجھ سے چھین لیا۔ چرواہا اس کی بات سن کر حیرت زدہ رہ گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں نے آج کی طرح کبھی بھیڑیئے کو کلام کرتے نہیں دیکھا۔ بھیڑیئے نے جواب دیا۔ اس سے زیادہ حیرت انگیز بات تو وہ ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان کھجوروں کے

جھرمٹ (مدینہ) میں رہتا ہے اور گذشتہ اور آئندہ کے واقعات
واحوال کی خبر دیتا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ چرواہا ایک یہودی تھا۔ اس واقعہ سے وہ اتنا متاثر ہوا کہ جنگل ہی سے دوڑتا ہوا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سرکار سے یہ ماجرا بیان کر کے مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس خبر کی تصدیق فرمائی۔
(مشکوٰۃ المصابیح)

پانچویں حدیث

بخاری شریف میں ہے کہ ایک موقع پر مسجد نبوی شریف میں حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاللهِ لَا یَخْفٰی عَلٰی رکوعکم وَلا سَجود کم وَلا خضوعکم وَانی اراکم من خَلِفْی کَمَا اَرَاکُمْ مِنْ امامِیْ

قسم خدا کی (جب تم میری اقتداء میں نماز پڑھتے ہو) تو نہ تمہارا رکوع مجھ پر مخفی رہتا ہے نہ تمہارا سجدہ اور نہ تمہارے دل کا خشوع وخضوع، میں اپنے پیچھے سے تمہیں ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے۔

چھٹی حدیث

صاحب تفسیر روح البیان اور صاحبِ تفسیر حسینی نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

قال رسول الله ﷺ لیلة المعراج قطرت فی حلقی قطرت علمت ماکان وما سیکون

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج عرش اعظم کے نیچے میں کھڑا تھا کہ میرے حلق میں نور کا ایک قطرہ ٹپکا جس کی برکت سے گذشتہ اور آئندہ کے علوم مجھے حاصل ہو گئے۔

ساتویں حدیث

حضرت علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر لباب التاویل میں حضرت سدی سے روایت کرتے ہیں۔

قال قال رسول الله ﷺ عرض علی امتی فی صورها فی الطین کما عرضت علیٰ آدم و اعلمت من یو من بی و من یکفر فبلغ ذالک المنافقین فقالوا استهزاءً عم محمد ﷺ انه یعلم من یومن به ومن یکفر ممن لم یخلق ونحن معه وما یعرفنا فبلغ ذالک رسول الله ﷺ فقام علی المنبر فحمد الله واثنیٰ علیه ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلو فی من شیء فیما بینکم وبین الساعة الا انبئا تکم به فقام عبدالله ابن حذافة اسهمی فقال من ابی یا رسول الله قال حذافة فقام عمر فقال یارسول الله، رضیت بالله رباو بالاسلام دینا والقراٰن اما ماوبک بنیا فاعف عنا فقال عفا الله عنکم۔

حضرت سدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ... امت اپنی

خاکی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر ان کی ذریت پیش کی گئی تھی۔ مجھے معلوم کرایا گیا کہ میری امت میں سے کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون انکار کرے گا۔

حضور ﷺ کی یہ بات جب منافقین تک پہنچی تو انہوں نے حضور ﷺ کی اس بات کا مذاق اُڑاتے ہوئے کہا کہ محمد (ﷺ) کا یہ دعویٰ ہے کہ جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کے بارے میں وہ جانتے ہیں کہ ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا اور کون ان کا انکار کرے گا۔ حالانکہ ہم لوگ ان کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ ہمارے حال سے بے خبر ہیں۔ جب سامنے کے لوگوں کو وہ نہیں جانتے تو جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے ان کے احوال کی انہیں کیا خبر ہوگی۔؟

منافقین کی یہ اہانت آمیز گفتگو جب حضور ﷺ تک پہنچی تو حضور ﷺ جلال کی حالت میں منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا بیان کی اور لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کیا حال ہوگا اس قوم کا جو میرے علم میں طعنہ زن ہے۔ اب سے لے کر قیامت تک جو چاہو مجھ سے دریافت کرلو، میں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا۔

یہ سنتے ہی حضرت عبداللہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے (جن کے نسب کے بارے میں لوگوں کو شبہ تھا) سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ میرے باپ کا نام کیا تھا۔ حضور

ﷺ نے فرمایا تمہارے باپ کا نام خذافہ ہے۔

جلال کبریائی کا یہ رنگ دیکھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا حضور ﷺ ہم خدا کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین، قرآن کو اپنا امام اور حضور ﷺ کو سچے دل سے اپنا نبی ﷺ مانتے ہیں۔ حضور ﷺ کی شان میں ہم سے کوئی گستاخی سرزد نہیں ہوئی ہے۔ پھر بھی حضور ﷺ ہمیں معاف فرمائیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تمہیں معاف کرے۔ (تفسیر بغوی و تفسیر بیضاوی)

اکابر امت اور اجلہ صوفیا کے اقوال سے علم غیب کا ثبوت:

حضور نبی پاک ﷺ کے علم غیب کے ثبوت میں نمونے کے طور پر چند حدیثیں آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔ دل اگر تنقیص رسول کے آزار میں مبتلا نہیں ہے تو اتنا بھی بہت ہے اب امت کے وہ اکابر اور اجلہ صوفیاء، جن کے فہم و دیانت پر سارے عالم اسلام نے اعتماد کیا ہے اور جنہوں نے قرآن و حدیث کے مطالب و معانی کو ہم سے بہتر سمجھا ہے۔ علم غیب رسول کے ثبوت میں ان کی ایمان افروز شہادتیں پڑھیے۔

علم غیب کے ثبوت میں امام غزالی کی شہادت:

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواہب لدنیہ میں سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کو چند ایسی خصوصیات بخشی جاتی ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ غیر نبی سے ممتاز ہوتا ہے۔ ان خصوصیات کی تفصیل یہ ہے۔

انہ یعرف حقائق الامور المتعلقۃ باللہ تعالٰی و صفاتہ
وملئکتہ و الدار الاخرۃ علما مخالفا لعلم غیرہ
ان لہ فی نفسہ صفۃ بھا تتم الافعال الخارقۃ
للعادۃ کما ان لنا صفۃ تتم بھا الحرکات المقرونۃ
بارادتنا وھی القدرۃ ان لہ صفۃ بھا یبصر الملائکۃ
ویشاھد ھو کما ان للبصیر صفۃ بھا یفارق الاعمی ان
لہ صفۃ بھا یدرک ما یکون فی الغیب۔

پہلی خصوصیت:

نبی کی یہ ہوتی ہے کہ وہ ان ساری حقیقتوں کو جن کا تعلق خدا کی ذات وصفات اور فرشتوں اور عالم آخرت سے ہے اس قوت یقین وتحقیق کے ساتھ جانتا پہچانتا ہے کہ اس درجہ کا علم وعرفان غیر نبی میں سے کسی بھی فرد کو حاصل نہیں ہے۔

دوسری خصوصیت:

نبی کی یہ ہوتی ہے کہ اس کی ذات میں ایک ایسی باطنی قوت ودیعت کی جاتی ہے۔ جس کے ذریعے وہ عالم اسباب میں تصرف کرتا ہے اور معجزات کا اظہار فرماتا ہے۔ یہ قوت اس کے حق میں بالکل اسی طرح کی اختیاری ہوتی ہے۔ جیسی ہمیں چلنے پھرنے کی قدرت حاصل ہے کہ نقل وحرکت کے لئے صرف ہمارا ارادہ کافی ہے۔

تیسری خصوصیت:

نبی کی یہ ہوتی ہے کہ اس کی قوت بصارت کو ایک ایسا باطنی نور عطا ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ فرشتوں اور عالم آخرت کی چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے

جیسے آنکھ والا اپنی قوت بصارت کے ذریعے اندھوں سے ممتاز ہوتا ہے اسی طرح نبی اپنی باطنی قوت بصارت کے ذریعے غیر نبی سے ممتاز ہوتا ہے۔

چوتھی خصوصیت:

نبی کی یہ ہوتی ہے کہ اسے ایک ایسی غیبی قوتِ ادراک دی جاتی ہے جس کے ذریعے وہ پردۂ غیب میں ہونے والی باتوں کو دریافت کرتا ہے۔

قطب الاقطاب سیدی شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز شہادت:

تصوف کی مشہور کتاب ابریز شریف کے مصنف اپنے شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں۔

واقوی الا رواح فی ذالک روحہ ﷺ فانھا لہ یحجب عنھا شئی من العالم فھی مطلعۃ علی عرشہ و علوہ و سفلہ و دنیاہ آخرتہ ونارہ وجنتہ لان جمیع ذالک خلق لاجلہ ﷺ فتمیزہ علیہ السلام خارق لھذہ العوالہ باسرھا فعندہ تمییز فی احرام السمٰوات من این خلقت ومتیٰ خلقت والیٰ این تصبر فی جرم کل سماء و عندہ و تمیز فی ملائکۃ کل سماء من این خلقوا ومتیٰ خلقوا ولم خلقوا والیٰ این بصیرون و یمیزا اختلاف مراتبھم ومنتھیٰ درجاتھم

وعندہ علیہ السلام تمییز فی الحجب

السبعين وملائكة كل حجاب على الصفة السابقه.

وعنده عليه السلام تمييز الاجرام النيره التى فى العالم العلوى مثل النجوم والشمس والقمر واللوح والقلم والبرزخ والارواح التى فيه على الوصف السابق وكذا عنده عليه السلام تمييز فى الجنان ودرجاتها وعدد سكانها ومقام تهم فيها وكذا ما بقى من العوالم.

قوت کشف ومشاہدہ کے اعتبار سے ارواح کائنات میں سب سے قوی اورلطیف روح سید کونین ﷺ کی ہے۔اسی لئے حضور ﷺ کی روح مقدس پر عالم کی کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔عرش وفرش، بلندی وپستی، دنیا وآخرت، دوزخ و جنت سب کچھ حضور ﷺ کے پیش نظر ہے۔کیونکہ یہ ساری چیزیں حضور ﷺ ہی کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور ظاہر ہے کہ جو چیز جس کے لئے بنائی جاتی ہے اس سے مخفی نہیں رکھ جاتی۔

حضور ﷺ کو اجرام سماوی کے حقائق نہایت واضح طور پر معلوم ہیں۔ یہاں تک معلوم ہے کہ آسمان کے طبقات کہاں سے پیدا کئے گئے، کب پیدا کئے گئے اور ان کا انجام کیا ہوگا۔حضور ﷺ ان ستر پردوں سے بھی باخبر ہیں اور ان فرشتوں کو بھی جانتے ہیں جو ان پردوں کے اندر رہتے ہیں۔حضور ﷺ کو عالم علوی کے چمکنے والے چاند، سورج، ستارے، لوح قلم، عالم برزخ اور عالم ارواح کے تمام حالات کا تفصیلی طور پر علم ہے۔

حضور ﷺ کو جنتوں کے طبقات، اہل جنت کی تعداد اور ان کے مقامات سے بھی بخوبی واقفیت ہے۔

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح مواہب لدنیہ کی شہادت:

حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی پاک ﷺ کی غیبی قوت ادراک پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

لا فرق بین موته وحیاته فی مشاهدته لا مته ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذالک عنده جلی لاخفاء به

اپنی امت کے مشاہدہ اوران کے احوال و نیات اور ان کے ارادوں اوران کے دلوں کے خطرات سے واقفیت وآگہی کے سلسلے میں حضور ﷺ کی وفات اور زندگی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ جیسے اپنی حیات ظاہری میں وہ اپنی امت کے احوال سے باخبر تھے۔ وصال کے بعد بھی باخبر ہیں اورامت کی یہ ساری کیفیات اوران پر مہر نیمروز کی طرح روشن ہیں۔ کوئی پردہ نہیں ہے۔

امام التفسیر حضرت شیخ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز عبارت:

امام احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تفسیر صاوی میں مسئلہ علم غیب پر علمائے امت کا فیصلہ نقل کرتے ہیں۔

والذی یجب الایمان به ان رسول ﷺ لم ینتقل من الدنیا حتی اعلمه الله بجمیع المغیبات التی تحصل فی الدنیا والأخرة فهو یعلمها کما هی عین یقین ولکن امر بکتمان البعض (تفسیر صاوی ج ۳ ص ۱۱۶)

علم غیب رسول کا وہ عقیدہ جس پر ہر مسلمان کو ایمان لانا ضروری ہے یہ ہے کہ دنیا سے حضور ﷺ اس حال میں تشریف لے گئے کہ خدا نے انہیں دنیا و آخرت کے جملہ غیوب سے باخبر کر دیا تھا۔ حضور ﷺ ان سارے غیوب کو یقین کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض چیزوں کو مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۵۔ مسئلہ علم غیب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

مدارج النبوت شریف میں حضرت شیخ ارشاد فرماتے ہیں:

ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا نفخہ اولیٰ بروے
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منکشف ساختند۔ تا ہمہ احوال
اور از اول تا آخر معلوم گردید۔ و یاران کو درا نیز
بر بعض ازاں احوال خبر داد۔ (مدارج)

مسئلہ علم غیب میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں۔

ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع می سازند کو فلاں
امروز چنیں کند و فلاں چناں تا روز قیامت
ادائے شہادت تواں کرد۔

ہر نبی کو اپنی اپنی امت کے اعمال پر مطلع فرماتا ہے کہ فلاں آج
ایسا کرتا ہے اور فلاں ویسا، تا کہ وہ قیامت کے دن اپنی اپنی امت
کے اعمال پر گواہی دے سکیں۔

شارح حدیث حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کی روح پرور شہادت:

حضور نبی پاک ﷺ کی اس حدیث "صلوا علی فان صلواتکم تبلغنی حیث کنتم"، "تم مجھ پر درودھ بھیجو کہ تم جہاں سے بھی بھیجو گے تمہارا درود مجھ تک پہنچے گا۔" کی شرح میں حضرت ملا قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وذالک ان النفوس الزکیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة عرجت واتصلت بالملاء الا علیٰ ولم یبق لها حجاب فتری الکل کا لمشاهد بنفسها.

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لطیف اور طیب روحیں جب جسد عنصری کی قید سے آزاد ہوتی ہیں تو آسمان کی طرف پرواز کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ ملاء اعلیٰ میں اپنا مستقر بنالیتی ہیں۔ اس وقت ان کی بصارت پر کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ وہ ہر چیز کا بذات خود مشاہدہ کرتی ہیں۔

امام وقت حضرت علامہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز عقیدہ:

حضور نبی پاک ﷺ کی غیبی قوت ادراک کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی گراں قدر تصنیف فصل الخطاب میں حضرت علامہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

ولا یعزب عن علمه مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء من حیث مرتبته وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم من حیث بشریته

حضور ﷺ سے ذرہ برابر بھی زمین و آسمان کی کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ یہ ان کی نبوت عالیہ کا منصب ہے اگرچہ انہوں نے بتقاضائے بشریت اپنے صحابہ سے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اپنی دنیا کا حال تم خود بہتر جانتے ہو۔

رسول پاک ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے سلسلے میں

حضرت ابن دینار تابعی رضی اللہ عنہ کا حقیقت افروز عقیدہ:

صاحب شرح شفا نے حضور نبی پاک ﷺ کی غیب دانی اور ان کے حاضر و ناظر ہونے کے سلسلے میں حضرت ابن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکہ مکرمہ کے کبار تابعین میں سے ہیں۔ ان کا قول نقل کیا ہے۔ وہ ارشاد فرماتے ہیں۔

ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اھل الاسلام.

اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو حضور نبی پاک ﷺ کو سلام کرو کیونکہ حضور ﷺ کی روح مقدس ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی

خانوادۂ دہلی کے مشہور بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر عزیزی میں پارہ سیقول کی اس آیت وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَهِیْدًا کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کا ترجمہ ہے۔ "اور قیامت کے دن" رسول تم پر گواہ ہونگے۔

و باشد رسول شاہد گواہ زیراکہ و مطلع است بنور نبوت برتبہ ہر متدین بدین خود کہ درکدام درجہ از دین من رسیدہ است و حقیقت ایمان اوچسیت، وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است۔ پس اوی شناسد گناہاں شمار او درجات ایمان شمارا واعمال نیک و بد شمار و اخلاص و نفاق شمارا۔

تمہارے رسول ﷺ تم پر گواہ ہونگے اور ان کی گواہی اس لئے قبول ہوگی کہ وہ اپنی نبوت کے نور سے ہر دیندار مسلمان کے رتبے سے واقف ہیں کہ دین میں اس کا کیا مقام ہے؟ اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ اور وہ کون سا حجاب ہے جس کے سبب سے اس کی ترقی رکی ہوئی ہے۔

حضور نبی پاک ﷺ تمہارے گناہوں سے بھی واقف ہیں اور تمہارے ایمان کے درجوں کو بھی جانتے ہیں اور اچھے برے کاموں سے بھی باخبر ہیں۔ حضور ﷺ یہ بھی جانتے ہیں کہ جو شخص تم میں سے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو آیا وہ دل سے مسلمان ہے۔ یا فقط ظاہر میں مسلمان اور دل میں نفاق بھرا ہوا ہے۔

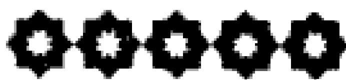
نبی پاک ﷺ کے علم غیب کے ثبوت میں اکابر امت اور اجلہ صوفیاء کی روشن عبارتوں کا سلسلہ یہاں پہنچ کر ختم ہوگیا۔ ماننے والوں کے لئے اتنے حوالے بھی بہت کافی ہیں۔ اور جو لوگ [illegible] کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے

انہیں کوئی دلیل بھی مطمئن نہیں کر سکتی۔

مسئلہ علم غیب پر اپنے مضمون کا اختتام کرتے ہوئے میں خدائے قدیر کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ اپنے نبی کریم ﷺ کے فضائل و کمالات کے اعتراف کے لئے قارئین کرام کے دلوں کے دروازے کھول دے۔

آخیر میں انتہائی قلق کے ساتھ شکوہ کرتا ہوں کہ دیو بندی علماء نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اپنے عوام کو اتنا گستاخ اور جری بنا دیا ہے کہ وہ لوگ حضور پاک ﷺ کے علم پر زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے ذرا شرم محسوس نہیں کرتے کہ وہ امتی ہو کر اپنے ہی نبی پاک ﷺ کے خلاف زبان کھول رہے ہیں۔

دنیا کی تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسی نامراد قوم ہوگی جس نے اپنے مذہبی پیشوا کی شان گھٹا کر اپنے جذبے کی تسکین فراہم کی ہو۔ خدا ایسے شقی القلب لوگوں کے شر سے امت کے پاک طینت افراد کو محفوظ رکھے۔ آمین۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادارہ معارف نعمانیہ لاہور کا تعارف و کارکردگی

یہ امر باعثِ تشویش ہے کہ ملتِ اسلامیہ ایک عرصہ سے اعتقادی، اخلاقی اور سماجی برائیوں کا شکار ہے۔ بہت سے اسلام دشمن عناصر پوری قوت سے پرفریب اور خوشنما جال بن کر اسلام کے عالمگیر پیغام کے مقابل آ کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ اسلام دشمن عناصر اپنے باطل نظریات و افکار کی تبلیغ و تشہیر سے ہماری زندگی کے ہر شعبہ کو کمزور تر کرنے میں مصروف ہیں۔ مگر مسلمانوں کو احساس تک نہ ہوا کہ یہ باطل قوتیں انہیں اپنے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے استعمال کر رہی ہیں۔ قوم مسلم پر غفلت کی نیند طاری ہے اور طاغوتی طاقتیں نت نئے ہتھکنڈوں سے امت مسلمہ کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ دور حاضر میں عموماً فضول قصے کہانیاں، جاسوسی اور رومانی ناول وغیرہ بڑے شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کا مواد اکثر جھوٹ، افتراء اور انتہائی غیر اخلاقی بنیادوں پر استوار ہوتا ہے، علاوہ ازیں ستم بالائے ستم یہ ہے کہ بعض نام نہاد اسلامی ادارے خدمتِ اسلام کے پردے میں اسلام کی اصل روح کے منافی لٹریچر چھاپ کر معصوم ذہنوں کو گستاخیٔ رسول کی ملحدانہ فضاء سے مسموم کر رہے ہیں۔ ان گندم نما جوفروشوں نے اپنے قلوب و اذہان کا زہر اُگلنے کے لئے اپنی تصنیفات و تالیفات میں رب کائنات کی بے مثل ذات پر کذب و افتراء کا طومار باندھا، ناموسِ رسالت پر رکیک حملے کئے۔ صحابہ کرام، تابعینِ عظا اور ائمہ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بہتان باندھے، اولیاء کرام کی عظمت و تقدس کو اپنے مخصوص تناظرے کے حوالے سے نہایت پست انداز میں پیش کیا اور یوں امت مسلمہ کے جذبات کو کھلم کھلا مجروح کیا نیز

سفید فام آقاؤں کے ناپاک اشاروں پر علمائے حق کی عزت و حرمت سے کھیلا۔ ان حالات میں دیگر اصلاحی پروگراموں کی طرح اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لئے صحت مند دینی لٹریچر کی فراہمی وقت کا اہم تقاضا ہے اور ہر دردمند مسلمان اس دینی ضرورت کا احساس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

چنانچہ دسمبر ۱۹۸۸ء میں ادارہ معارف نعمانیہ کا قیام اسی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے عمل میں لایا گیا اور یوں جہاد بالقلم کا آغاز ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے نہ صرف قومی، بلکہ بین الاقوامی سطح پر دینی حلقوں میں اس ادارے کی پرجوش پذیرائی ہوئی۔ اگرچہ محدود وسائل ہر فلاحی ادارے کا سب سے بڑا مسئلہ ہوتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل وکرم اور سرکار مدینہ ﷺ کی نظرِ عنایت اور جذبہ خدمتِ دین کی وجہ سے دسمبر ۱۹۸۸ء تا جولائی ۲۰۰۳ء کے عرصے میں ادارہ نے ایک سو تیرہ مختلف موضوعات پر لاکھوں کی تعداد میں کتب ورسائل نہ صرف پاکستان بلکہ حجاز مقدس، بحرین، دوحہ، دوبئی دمام، ترکی، عراق، انڈیا، امریکہ، فرانس، برطانیہ، جاپان و دیگر کئی ممالک میں بذریعہ ڈاک بالکل مفت تقسیم کئے گئے۔ اس ادارہ کی بے مثال مطبوعات سے متاثر ہو کر ملک اور بیرون ملک کے مختلف رسائل وجرائد ادارہ کی خدمات کے اعتراف میں نہایت حوصلہ افزاء اور وقیع تبصرے شائع کرتے رہتے ہیں اور دنیا بھر میں ادارہ کی مطبوعات کا مطالعہ کرنے والوں نے تحسین وآفرین سے نوازا ہے۔ ادارہ کے دفتر میں موصولہ ہزاروں خطوط ادارہ ہذا سے منسلک دینی جذبے سے معمور بے لوث نوجوان کارکنوں کی شبانہ روز مخلصانہ کوششوں کا ایک واضح اعتراف ہے۔ جہادِ بالقلم کے لئے ادارہ اپنی بساط کے مطابق اہل علم ودانش، ادباء، پروفیسرز، ڈاکٹرز، مورخین اور سلف صالحین کے رشحات فکر ودانش شائع کر کے ہمارے قارئین کو بذریعہ ڈاک مفت ارسال کرتا ہے۔ علمی سطح پر

اس جہاد سے یہ امر بخوبی واضح ہوگیا ہوگا کہ ادارہ ہذا اپنے اغراض و مقاصد کے حصول میں کیسی سرگرمی، تندہی اور ذوق عمل سے گامزن ہے۔ اس سفر میں ہمیں جانب منزل مہمیز کرنے والی سب سے بڑی چیز آپ حضرات کا اخلاقی، مالی، لسانی اور قلمی تعاون ہے۔ امید واثق ہے کہ یہ تعاون ہم سب کے لئے دنیاوی فوز و فلاح اور اخروی نجاز کا باعث ہوگا۔

آیئے ہم سب مل کر کفر و الحاد، اخلاقی بے راہ روی اور بدعقیدگی کے خلاف ہر محاذ پر ہمیشہ کے لئے جہاد جاری رکھنے کا عزم صمیم کریں۔ آپ انشاء اللہ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور کو جہاد بالقلم کے محاذ پر صفِ اول میں پائیں گے۔

آپ سے گزارش ہے کہ آپ بھی ادارہ ہذا کی رکنیت اختیار فرما کر اس عظیم جہاد میں شمولیت کا شرف حاصل کریں تا کہ خدا و رسول ﷺ کے نزدیک مستحسن فکر و عمل کے سانچے میں ڈھل سکیں۔ نیز وطن عزیز مملکتِ خداداد پاکستان کی تخلیق کے مقاصد کو عملی جامہ پہنایا جا سکے اور اس کے ساتھ ساتھ بیرونی ممالک میں بھی امت مسلمہ کے قلوب واذہان کی صحیح آبیاری کر جا سکے۔

ادارہ کے اغراض و مقاصد

مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کی وساطت سے انفرادی واجتماعی سطح پر تمام شعبہ ہائے زندگی میں اسلامی فکری و عملی جذبہ کو فروغ دینا اور تمام تر اعتقادی عملی، اخلاقی اور سماجی برائیوں کا قلع قمع کرنا۔

رکنیت سازی کا طریقہ

ہر عاقل، بالغ، صحیح العقیدہ مسلمان جو ادارہ کے اغراض و مقاصد سے متفق ہے ادارہ کا رکن بن سکتا ہے۔

سالانہ چندہ ۲۴۰ روپے

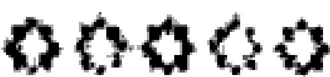
بیرون جات کے حضرات اپنا سالانہ چندہ یا عطیات ادارہ کے نام پر بذریعہ ڈرافٹ یا منی آرڈر کریں دیں۔ ڈرافٹ کے ذریعہ سے فنڈ وغیرہ بھیجنا زیادہ بہتر ہے۔
چندہ وعطیات بھیجنے کے لئے اکاؤنٹ نمبر نوٹ کرلیں

ادارہ معارف نعمانیہ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۱۴-۴۰۵۱
حبیب بنک لمٹیڈ شاد باغ برانچ لاہور

نوٹ

ادارہ کی مطبوعات کی بے پناہ مقبولیت کی وجہ سے اکثر موضوعات کی کتب تقسیم ہوکر ختم ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ بیرون جات کے شائقین علم کسی بھی موضوع پر کتب حاصل کرنے سے پہلے خط کے ذریعہ سے معلومات حاصل کریں۔ رکنیت اختیار نہ کرنے کی صورت میں بھی ادارہ کی مطبوعہ کتب ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے مفت طلب کی جا سکتی ہیں۔

شمع کی طرح جئیں بزم گہہ عالم میں خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں
(اقبال)




اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود